شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اسلام کی عائلی تعلیمات اور رفیقہ حیات کا انتخاب

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما (سورۃ فرقان)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں کا مقتدیٰ بنادے۔''

وعن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال الاکلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راع وھومسؤل عن رعیتہ والرجل راع علی اھل بیتہ وھومسؤل عن رعیتہ والمرءۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ وھی مسؤلۃ عنھم وعبد الرجل راع علی مال سیدہ وھومسؤل عنہ الافکلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ۔

ترجمہ: خبردار، تم سب اپنی رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا پس حاکم جو لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اپنی رعیت کا محافظ ہے اس سے اپنی رعیت کے احوال کے بارہ میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اس سے اپنی رعیت یعنی اہل وعیال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہداشت پر مامور ہے تو اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا (پھر حضور نے تاکیداً فرمایا) سنو تم سب کے سب (کسی نہ کسی درجہ میں) نگران ہو تم سب سے اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

تربیت اولاد کی ذمہ داری:

محترم حاضرین اولاد کے حقوق کے سلسلہ میں تربیت اولاد کا ذکر گزشتہ جمعہ سے ہو رہا ہے۔ پیدائش کیساتھ

ہی اولاد کا وہ مرحلہ شروع ہوجاتا ہے اگر یہاں سے بچوں کے سیرت و کردار کے اعتبار سے شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کی رعایت ملحوظ خاطر ہوتو آگے چل کر یہی اولاد عظمت و رفعت کا وہ مقام حاصل کر لیگی کہ لوگ انکو رشک کی نظروں سے دیکھیں گے اور اگر اسی مقام پر بچوں کے حقوق سے غفلت کا معاملہ بڑھتا جائے تو بڑے ہوکر ان بچوں کو بھی اپنے بڑوں کے حقوق کی پرواہ نہ کرنا لازمی نتیجہ ہے۔ ع تا ثریا مے رود دیوار کج

اپنے ماتحت اور زیردست لوگوں کی تربیت:

ذکر کردہ حدیث کے معنی سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ ہر مسلمان کی عنداللہ صرف یہ ذمہ داری نہیں کہ اپنے آپ کو غیر مناسب' ناجائز اور ناپسندیدہ اعمال وحرکات سے بچائے تا کہ روز قیامت مؤاخذہ نہ ہو بلکہ ہر مسلمان پر ڈبل ذمہ داری ہے کہ اپنے آپکو بد اعمال سے محفوظ رکھنے کیساتھ ساتھ اپنے ماتحت لوگوں کا بھی ذمہ دار ہے کہ ان کو بھی اُخروی و دینوی عذاب وخسارہ سے بچانے والے تدابیر اختیار کرے جیسے ملک' صوبہ' ضلع' تحصیل' گاؤں اور محلہ کے حاکم سے صرف اس کی ذات کے بارے میں پوچھنا نہیں بلکہ اس کے زیر حلقہ تمام لوگوں کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تمہارے زیر اقتدار لوگوں میں فلاں فلاں برائیاں موجود تھیں تم نے ان کو گناہوں سے بچانے کے لئے کون سے طریقے اختیار کئے اسلامی اخلاق وعادات وتربیت اور سیرت وکردار اپنانے کے لئے بھی ان کو عمل پیرا ہونے کی تلقین کی کبھی اپنے زیردست طبقہ سے رب ذوالجلال اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلیٰ صفت رحمت وشفقت کے اظہار کا موقع بھی ملا۔ فقیر و نادار معاشرہ میں طبقاتی اونچ نیچ کے ہاتھوں ایسے پسے ہوئے رعایا کی خبر گیری اور دادرسی کو بھی کبھی اپنا فریضہ تصور کیا۔ بھوک وافلاس اور فقر وفاقہ کے ہاتھوں خودکشی پر مجبور لوگوں کی اذیت ناک زندگی اور کرب و تڑپ میں مبتلا لحات سے آپ نے اپنے آپ کو صرف باخبر رہنے کی بھی کوشش کی یا اس سے بھی غافل رہے۔ سید القوم خادمھم قوم کا سردار' وڈیرا' ممبر' چودھری' نواب تو اسلام کی نظروں میں ان کا خادم و مصلح ہوتا ہے نہ کہ مخدوم کہ امارت وسیادت کی رعب و دبدبہ اور نشہ میں صرف اپنے آپ کا رہ جائے۔ باقی لوگ اس کی نظر میں کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض کی حیثیت اختیار کر کے ان کی صلاح وفلاح کا تصور تو دور کی بات ہے ان کو انسان تک سمجھنے کا روادار نہیں ہوتے۔

حضرت عمرؓ کی فکر مخلوق:

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ نے جب امارت کا عہدہ سنبھالا۔ انسان تو انسان' حیوانات کے بارہ میں بھی بے چین رہے کہ ممکن ہے دجلہ وفرات کے کنارہ کوئی اونٹ خارش کے مرض میں مبتلا ہو۔ روز قیامت مجھ سے سوال ہو کہ اے عمر تم امیر تھے ایک اونٹ کی تکلیف کے ازالہ کے لئے تم نے کیا بندوبست کیا تھا۔

خاندان کا سربراہ مسؤل ہوگا:

گھر و کنبہ کا نگران اپنے زیر کفالت' اہل وعیال کے خیر وشر کا ذمہ دار ہے۔اس کے فرائض میں سے ہے کہ اپنے اہل واولاد کی اس طور تربیت کا بندوبست کرے جو ایک مسلمان خاندان کے شایان شان ہو' ہر فرد حسن سیرت' واخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ بن کر ایک سچا اور راسخ العقیدہ مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزارے۔اگر مسلمان گھرانے کے مرد وزن دینی احکامات سے نابلد اور فسق وفجور کے مرتکب ہوں تو گھر کے سربراہ سے بھی روز قیامت پوچھا جائے گا کہ اولاد و خاندان کے سلسلہ میں شریعت کی راہ چلانے کے لئے تم نے اپنی ذمہ داری کس حد تک نبھائی۔ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش کی تکمیل کو اپنے زندگی کا اہم مشن سمجھا۔یا ان کو راہ راست پر لانے کیلئے ان کے غیر شرعی اداؤں کو ٹھکرا کر ایک حقیقی مومن و سربراہ بننے کا ثبوت بھی دیا۔آج کا باپ اپنی اولاد کو صرف اس اندیشے کی وجہ سے انگریزی تعلیم وتہذیب وتمدن کے حوالے کر دیتا ہے کہ بڑے ہو کر بھوک وافلاس کا شکار نہ ہوں حالانکہ اس انداز سے تربیت درحقیقت اولاد کا اگر جسمانی قتل نہیں تو روحانی ہلاکت میں تو شک وشبہ کی گنجائش نہیں پھر ایسی اولاد سے یہ توقع رکھنا کہ اخلاق نبوی ﷺ پر عمل کرنے والے ہوں' والدین کی تابعدار' اسلامی احکامات اور شعائر کی پابندی کریں خام خیالی کا علاوہ کچھ نہیں۔اسی انداز سے تربیت کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اکثر بچے اپنے دین' والدین' روایات اور اخلاق سے صرف بیگانہ نہیں بلکہ ان پر عمل کرنے کو بھی اپنے لئے باعث شرم سمجھتے ہیں۔خاندان کے نگران کی یہی وہ اہم اور بنیادی ڈیوٹی ہے جس کی کماحقہ ادائیگی پر خاندانی ڈھانچہ صحیح سمت اختیار کر کے دنیا کے فتنوں سے بھی سرخرو ہو کر زندگی کے مراحل طے کرتی ہے اور نگران کو جس کی حیثیت راعی کی ہے میدان محشر میں بھی رعیت کے بارہ میں پوچھتے وقت شرمندگی کا سامنا کرنا نہ پڑے گا۔

اولاد کی تربیت میں والدہ کا حصہ:

اولاد کی اصلاح وفساد میں اہم کردار والدہ کا ہے' علوق سے وضع حمل تک کے مشکل ترین مراحل کا سامنا ماں ہی کو کرنا پڑتا ہے' پیدائش سے لے کر عقل وشعور کے زمانے تک بچے کا اکثر وبیشتر واسطہ' والدہ ہی سے پڑتا ہے۔باپ بیچارہ تو اپنی اولاد و خاندان کے فکر معاش کے سلسلہ میں صبح سے شام تک گھر سے باہر مصروف رہتا ہے۔اکثر باپ روزی کی تلاش میں کئی کئی مہینے اور سال گھر سے باہر رہتے ہیں۔بچوں کی نشوونما' ابتدائی تعلیم وتربیت کے جملہ امور کا انحصار ماں کے رویہ اور سلوک پر ہوتا ہے۔ماں اپنی اولاد کو صالح معاشرہ کا ایک دیندار اور اخلاق حسنہ سے مالا مال فرد تب بنا سکے گی کہ وہ خود تعلیمات اسلامیہ سے واقف اور ان پر عمل کرنے والی ہو۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شادی کو فطرت انسانی قرار دے کر قرآں وحدیث میں بکثرت اس کے معاشرتی' انفرادی' اجتماعی اور قومی فوائد ذکر کئے۔شادی کے اہم

ترین مقاصد و فوائد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے روز قیامت تک نسل انسانی کا تسلسل اور بقاء ہو گویا ماں انسانی نسل کے قائم و دائم رکھنے کی اہم اور لازمی کڑی ہے۔ یہی کڑی اگر خود اعلیٰ اسلامی تہذیب وتمدن کی حامل ہو تو اولاد جن کیلئے ماں کی گود مکتب اول کی حیثیت رکھتی ہے وہ بھی راہ راست پر گامزن ہو گی' اگر ماں ان اعلیٰ وارفع دینی احکامات سے بیگانہ ہو تو اولاد کا زمانہ طفولیت ہی سے بگڑ کر گمراہ ہونا لازمی نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے نکاح کا حکم دینے کیساتھ ہی بہترین' صالح' باکردار اور دینی مسائل اور احکامات سے مزین بیوی کے انتخاب کیلئے خصوصی ترغیبات دیئے۔ کیونکہ اولاد کے بارہ میں خوش کن اور مفید اثرات حاصل کرنے میں ماں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

<u>رفیقہ حیات کا انتخاب:</u>

اس منصب پر فائز ہونے کے لئے کن صفات کی حامل بیوی کا انتخاب کیا جائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ تنکح المرأۃ لاربع لمالھا ولحسبھا لجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عورتوں سے نکاح کرنے کے بارہ میں چار چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اول اس کا مالدار ہونا' دوم اس کا حسب نسب والی ہونا' سوم اس کا حسین جمیل ہونا' چہارم اس کا دیندار ہونا۔ پس دیندار عورت کا حاصل ہونا اپنا مطلوب بناؤ' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

رحمۃ دو عالم ﷺ نے انسانی فطرت اور اس کے خواہشات کے مطابق چار صفات کا ذکر فرمایا جو بالکل صحیح اور انسانی حالات و آرزوں کے عین مطابق ہیں۔ بیوی کے انتخاب کے وقت بعض دنیا کے آرزومندوں کی ڈیمانڈ یہ ہوتی ہے کہ کسی ایسی عورت سے شادی کروں جس کی مال و دولت کے بھرے خزانے سے تعلق ہو' جو اپنے ساتھ خاوند کے گھر لاکھوں روپے جہیز لانے کی صلاحیت رکھے۔ لوگ کہیں کہ فلاں آدمی نے فلاں نواب و امیر کی بیٹی سے بیاہ کرلی ہے۔ اس خواہش کا مقصد صرف لوگوں کے درمیان اپنے آپ کو برتر سمجھنا اور فخر ومباہات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ کسی کا ارمان یہ ہوتا ہے کہ ایسی لڑکی سے شادی ہو جس کا قبیلہ و خاندان عزت و شرافت اور وجاہت و بلندی کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہو۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ کہ اپنی اولاد کو نسبی شرافت' عظمت و امتیاز حاصل ہو' زیادہ تر شادی کے خواہشمندوں کی تمنا اور شرط یہ ہوتی ہے کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو حسن و جمال میں یکتا ہو۔

محترم حضرات! آپ کو خود بھی اندازہ ہوگا کہ اس ظاہری حسن و جمال اور ٹیپ ٹاپ کے معاشرہ میں اکثر جوانوں کے دل اس خوبی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ خواہ اپنی شکل وصورت کیسی بھی ہو لیکن بیوی کے انتخاب کے موقع پر حسین ترین کے تلاش میں رہتا ہے' اور بعض اللہ کے نیک بندے بیوی کے حاصل کرنے کے موقع خواہش اور دلی آرزو

یہ ہوتی ہے کہ جس عورت سے عقد ہو وہ دیندار دینی احکامات سے واقف ہو آج کے فتنوں سے بھرپور معاشرہ میں اگر ان چار صفات کے طلبگاروں کی تعداد معلوم کرنا چاہیں تو بدقسمتی سے میاں بیوی کے انتخاب کے وقت جن قواعد وضوابط کو اسلام نے متعین کیا ہے ان میں بیوی کا دیندار، اخلاق وتقویٰ میں بہترین ہونا سرفہرست ہے کی تعداد پانچ فیصد سے بھی کم ہوگی۔ ذکر کردہ حدیث میں تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں سے مراد حضورﷺ کا اپنے امتی کو بددعا دینا نہیں بلکہ آپﷺ کا مقصد دیندار عورت کو اپنا مقصود مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔ عرب اصطلاح میں اس قسم کا جملہ کسی چیز پر برانگیختہ اور ابھارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نیک اور صالح رفیقہ حیات:

ایک اور مقام پر سید الانبیاء فرماتے ہیں: عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ الدنیا کلها متاع وخیر متاع الدنیا المرأة الصالحه (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو آنحضرتﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپﷺ نے فرمایا پوری دنیا ایک متاع (عیش وعشرت) ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک ومتقی عورت ہے۔

یہ دنیا و مافیہا تمام اشیاء انسان کیلئے پیدا کیے گئے کہ انسان اس سے فائدہ لے سکے۔ عربی میں متاع سے مراد ہر وہ چیز جس سے تھوڑا فائدہ لے کر وہ شئی فانی اور ختم ہو جائے۔ ارشاد باری ہے:

قل متاع الدنیا قلیل۔ (سورۃ نساء۔۷۷)

ترجمہ: "کہہ دو اے نبیﷺ دنیاوی فائدہ حقیر ہے۔"

دینوی اشیاء جن سے انسان فائدہ اور نفع حاصل کرتا ہے ان میں بیوی بھی شامل ہے حضورﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ جن چیزوں سے انسان دنیا میں نفع اٹھاتا ہے ان میں بہترین چیز نیک بخت عورت ہے۔ کاش مسلمان کامیاب ترین شادی، اتفاق واتحاد، اور الفت ومحبت کے حصول کے لئے بیوی کے انتخاب کے موقع پر اسلام اور حضورﷺ کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرے تو اسکے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوتی وہ اعلیٰ درجہ کی مومن، اخلاق حسنہ کی حامل، شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے والی اولاد دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں صدقہ جاریہ ثابت ہوتی۔ اسلامی تاریخ میں کئی نیک سیرت ماؤں کا ذکر اولاد کی دینی تربیت واحتیاط و پرورش کے لئے اعلیٰ نمونے کی حیثیت سے ان کا طرہ امتیاز ہے۔ وہ رحم میں نطفہ کے علوق کے ساتھ ہی اپنے کھانے پینے میں حلال وحرام کے سلسلے میں محتاط ہو جاتیں، کہ پیٹ میں بچے کی نشوونما میں ماں کے کھانے اور پینے والے اشیاء کا جو ظاہری اسباب میں بڑا عمل دخل ہے حرام کھانے یا پینے والے لقمہ یا قطرہ سے پلنے والا بچہ یا بچی کے اجزائے ترکیبی میں کوئی حرام یا مشتبہ جزو شامل نہ ہو۔ اور پھر اس کے بہترین نتائج جو

پیدائش کے بعد نمودار ہوئے ان میں سے بعض کا ذکر اس سے پہلے خطبات میں آپ کئی دفعہ سن بھی چکے ہیں۔

جب والدہ مشتبہ لقمہ سے اجتناب کرے:

جیسے کابل افغانستان کے والی امیر دوست محمد خان نے اپنے چہیتے برخوردار کی سربراہی میں لشکر دشمن کے مقابلہ کے بھیجا۔ اس کی شکست کی اطلاع پر والدہ کا انکار کہ میرا بیٹا شکست خوردہ نہیں ہوسکتا۔ دوبارہ اطلاع پر معلوم ہوا کہ واقعی ولی عہد شکست خوردہ نہیں بلکہ فاتح بن کر واپس آرہا ہے۔ والدہ سے جب اپنے انکار کرنے کی وجہ پوچھی گئی 'وجہ بتانے سے کترا رہی ہے۔ مگر جب بادشاہ بار بار وجہ پوچھنے پر مصر رہا تو گویا ہوئی کہ یہ شہزادہ جب میرے پیٹ میں تخلیق کے مراحل میں آیا۔ میں نے اس وقت سے حرام تو حرام بلکہ مشتبہ لقمہ بھی پیٹ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ میرا ایمان ویقین تھا کہ حلال رزق کے استعمال سے اعلیٰ اخلاق مثلاً شجاعت' جوانمردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ جبکہ حرام غذا سے اخلاق رزیلہ جیسے بزدلی' کمینہ پن وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ میرا عقیدہ تھا کہ جس انداز سے میں نے اپنے بچے کی پیٹ میں پرورش کا اہتمام کیا ہے اس کے اثر اور نتیجہ میں وہ موت کو سینے سے لگا سکتا ہے مگر دشمن کو پشت دکھا کر فرار کا راستہ اختیار نہیں کرسکتا۔ اور واقعی ایسا ہوا۔ اگر آج مائیں ایسے کامل الایمان مسلمات کی عمل اور سیرت کو مشعل راہ بنائیں تو کسی ماں یا باپ کو اپنی اولاد سے گلہ اور شکایت کرنے کا موقع کبھی نہ ملے گا کہ میری اولاد بے غیرت' بزدل' بے حیاء' بے دین' نام نہاد مہذب دنیا کا روشن خیال ماڈرن' والدین کا نافرمان ہے۔

یہ تب ہوگا جب خاوند اور بیوی دونوں اسلام کے صحیح وحقیقی فرمودات پر عمل کرنے والے ہوں' اگر ان دونوں میں سے ایک کا عمل وکردار بھی اسلام کے بتلائے ہوئے معیار کے مطابق نہ ہو تو اس سے اعلیٰ کردار کے اولاد کا حاصل ہونا ایسا ہے کہ ایک آدمی کانٹے بوکر انتظار میں ہو کہ اس کھیت سے بہترین پودے اور میوے پیدا ہوں۔

جب ماں جھولا جھولائیں: کئی مائیں جب بچے کو سینے سے لگا کر دودھ پلاتی ہیں یا بچے کو سلانے کی کوشش کرتی ہیں تو اس کے ساتھ جھوم جھوم کر فحش اشعار وقصیدے اور لایعنی قصے شروع کردیتی ہیں۔ اور بعض دیندار عورتیں ان دونوں موقعوں پر ذکر اللہ شروع کراتی ہیں۔ عمر کے اس حصہ میں اگرچہ بچہ کو نہ علم ہے نہ شعور' لیکن یہ ایسا وقت ہے کہ اس بچے کا دل ایک سفید تختی کی طرح ہے جس پر کوئی لکھائی نہیں۔ اس ابتدائی دور میں اس پر جو کچھ مائیں لکھنا چاہیں لکھا جاسکتا ہے۔ اور یہی کچھ ثبت بھی ہوگا۔ جب عقل وشعور کا وقت اس بچے پر آئے گا وہی کچھ کہے گا جو کچھ ابتداء میں اس کے دل پر وارد ہوئے ہیں۔ اگر پرورش کرنی والی نے اس مرحلہ میں گانے گائے ہیں تو بچہ بھی گویائی کی ابتداء میں ان بے ہودہ کلمات سے کرے گا اگر دودھ دیتے وقت قرآن وتلاوت اسمائے صفات کا ورد کیا گیا ہو تو بچے کی زبان پر ابتداء اللہ کے کلام اور ذکر سے ہوگی۔

تربیت اولاد کیلئے کیسی خاتون سے نکاح ہو؟:

کئی دیگر حکمتوں کے علاوہ اولاد کو ادب، اسلامی تہذیب وتمدن اور دینی احکامات سکھانے کی خاطر آنحضرت ﷺ نے آزاد بیویوں سے نکاح کرنے کی تلقین فرمائی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: عن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ من اراد ان یلقی الله طاهراً مطهراً فلیتزوج الحرائر (ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ روایت کررہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی آرزو ہو کہ وہ (زنا کی پلیدی) سے پاک صاف اللہ سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔''

غالباً اس میں یہی علت پنہاں ہے کہ باندیاں اپنے آقا کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ ان کو دینی تعلیمات سیکھنا یا سکھانا تو دور کی بات، پردے اور ستر کی بھی ان کی وہ حدود وقیود نہیں جو شریعت نے ایک مسلمان آزاد عورت کے لئے مقرر کی ہیں۔ نہ ان میں پاکی اور پاکیزگی کے وہ صفات ہوتے ہیں جو کہ آزاد عورتوں کے لئے ضروری ہیں۔ جب خود ان بیچاریوں کی یہ حالت ہے تو ان سے یہ توقع رکھنا کہ ایک آزاد مسلمان مرد کی وہ اولاد جو اس باندی سے پیدا ہو اسلامی تعلیمات وآداب اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ ہو عبث ہے۔ چونکہ اولاد کی تربیت کی پہلی سیڑھی ماں کی گود ہے جس کے پیش نظر سردارِ دو عالم ﷺ نے اسلام کے نام لیواؤں کو حکم فرمایا کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے جو اچھے حسب ونسب کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اسلامی اخلاق وکردار کی حامل ہو کیونکہ اولاد کی فساد واصلاح کا دارومدار اسی پر ہے۔ اور بغیر کسی اشد ضرورت کے باندی یا کسی ایسی عورت کا انتخاب جو شرافت وپاک دامنی سے خالی گھر میں پرورش حاصل کرچکی ہو سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ حسن، دولت، عزت، حیثیت یہ آنی جانی چیزیں ہیں اگر ان کا آنا جلدی اور فوری ہے تو ان کے ختم ہونے میں بھی وقت نہیں لگتا۔ اگر شادی کرنے کا میعار یہ ہو تو ان کے ختم ہونے سے شادی کی غرض وغایت بھی مفقود ہو جائے گی۔ دین ہی ایسی مضبوط زنجیر ہے کہ اس کی برکت سے یہ عظیم اسلامی رشتہ اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے ثمرات پر بھی زندگی بھر ایک کامل مسلمان مرد وزن کے دل وضمیر مطمئن رہتے ہیں۔

محترم حاضرین! آپ کو اس تفصیل سے بیوی کے انتخاب میں احتیاط ورعایت کرنے کی وجہ مختصراً یہی ہے کہ اسلامی معاشرہ کے کارآمد پرزہ اور اولاد کا والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے ضروری ہے کہ ماں دیندار ہو۔ ماں کے کردار، اخلاق وعادات کا شیر خوار بچے پر فوراً اثر پڑتا ہے۔ وہ اپنی اولاد کی نگران اور مسئولہ ہے ان کے بگڑنے و سنورنے پر روزِ قیامت ان سے باقاعدہ باز پرس ہوگی۔ ان شاء اللہ اولاد کے حقوق وفرائض کی ادائیگی میں جو مزید ذمہ داریاں سرپرستوں پر عائد ہوتی ہیں اگلے موقع پر بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

مالک الملک ہمیں اور ہماری اولاد کو اللہ، رسول اور دین کے مطیع اور فرمانبردار بنادے۔ امین